Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

از عدالتِ عظمیٰ

شرمتی ششی نائر

بنام

یونین آف انڈیا اینڈ دیگراں

تاریخ فیصلہ: 29 اکتوبر 1991

[کے این سنگھ، پی بی سونت، این ایم کاسلیوال، بی پی جیون ریڈی اور جی این رے، جسٹس صاحبان]

آئین ہند، 1950: آرٹیکل 32- سزائے موت کے قیدی کی اہلیہ کی جانب سے رٹ پٹیشن- سزائے موت- جوازیت- پھانسی- سائنسی اور کم تکلیف دہ طریقہ

آئین ہند، 1950: آرٹیکل 21- سزائے موت- سنائے جانے کا عمل- غیر آئینی نہیں

اپیل کنندہ کے شوہر پر تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے تحت اپنے والد اور سوتیلے بھائی کے قتل کا مقدمہ چلایا گیا۔

سیشن جج نے سزائے موت سناتے ہوئے مجرم قرار دیا۔

اپیل پر عدالت عالیہ نے سزائے موت کی تصدیق کی جس کے خلاف اس عدالت میں خصوصی اجازت اپیل دائر کی گئی جو خارج کر دی گئی۔

اس کی جانب سے دائر کردہ نظر ثانی درخواست بھی خارج کر دی گئی۔

جموں و کشمیر کے گورنر اور صدر ہند کے سامنے پیش کی گئی اس کی رحم کی اپیلوں کو مسترد کر دیا گیا۔ اس نے صدر ہند کے رحم کی اپیل مسترد کرنے کے حکم کو آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس عدالت میں رٹ پٹیشن کے ذریعے چیلنج کیا، جو خارج کر دی گئی۔

آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت جموں و کشمیر عدالت عالیہ میں اس پر عائد کردہ سزا کو کالعدم کرنے کے لیے ایک اور رٹ پٹیشن دائر کی گئی۔ عدالت عالیہ نے اسے خارج کر دیا۔

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اپیل کنندہ کے شوہر، سزائے موت کا قیدی، کو 26.10.1991 کو پھانسی دینے کا پروگرام تھا۔

اپیل کنندہ نے موجودہ پٹیشن آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت سزائے موت کی آئینی حیثیت کو چیلنج کرتے ہوئے اپنے شوہر کی سزا کو کالعدم کرنے کی دعا کے ساتھ دائر کی۔

25.10.91 کو ڈویژن بنچ نے پٹیشن کو قابل سماعت قرار دیا اور معاملہ آئینی بنچ کے غور کے لیے بھیج دیا گیا اور اس دوران سزائے موت کے قیدی کی پھانسی کو ملتوی کر دیا گیا۔

اپیل کنندہ کا موقف تھا کہ سزائے موت آئین ہند کے آرٹیکل 21 کی خلاف ورزی ہے کیونکہ یہ شق شخص کی زندگی کے سلب ہونے کو قطعی طور پر ممنوع قرار دیتی ہے؛ کہ سزائے موت کوئی سماجی مقصد پورا نہیں کرتی اور موت کی وحشیانہ سزا کسی شخص کو نہیں دی جانی چاہیے کیونکہ اس کا کوئی رکاوٹی اثر نہیں ہوتا؛ کہ سزائے موت کا شکار ہونے والوں کے قریبی رشتہ داروں پر غیر انسانی اثر پڑتا ہے اور یہ آئین کے آرٹیکل 21 کے تحت ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرتی ہے، معنی خیز زندگی گزارنے کے حق سے؛ کہ پھانسی کے ذریعے سزائے موت کا نفاذ وحشیانہ اور غیر انسانی ہے اور اسے سزا کے نفاذ کے لیے کسی دوسرے مہذب اور کم تکلیف دہ طریقے سے تبدیل کر دینا چاہیے۔

پٹیشن خارج کرتے ہوئے یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ:

1۔ قانون کے ذریعے فراہم کردہ سزائے موت نادر ترین معاملات میں سنائی جاتی ہے۔ سزائے موت سنانے کے لیے قانون کے ذریعے قائم کردہ طریقہ کار معقول ہے اور یہ کسی بھی طرح آئین کے آرٹیکل 21 کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ پھانسی کے ذریعے سزائے موت کا نفاذ ایک سائنسی اور کم تکلیف دہ طریقوں میں سے ایک ہے۔

2۔ سزائے موت کارکاوٹی اثر ہوتا ہے اور یہ ایک سماجی مقصد پورا کرتی ہے، ہمارے ملک کی سماجی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے ختم کرنے کا خطرہ مول لینے کے لیے ابھی وقت نہیں آیا ہے۔

3۔ عدالتی طور پر اس حقیقت پر غور کیا جا سکتا ہے کہ ملک میں قانون و صورت حال 1967 کے بعد سے نہ صرف بہتر نہیں ہوئی بلکہ سال بہ سال بگڑتی گئی ہے اور آج تیزی سے خراب ہو رہی ہے۔ لہٰذا، موجودہ وقت اس موضوع پر قانون پر نظر ثانی کرنے کا سب سے ناموزوں وقت ہے۔

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جگموہن سنگھ بنام ریاست یوپی، [1973] 1 ایس سی سی 20؛ بچن سنگھ بنام ریاست پنجاب، [1979] 3 ایس سی سی 727؛ دینا علیاس دین دیال و دیگراں بنام یونین آف انڈیا و دیگراں، [1983] 4 ایس سی سی 645، کا حوالہ دیا گیا۔

بنیادی دائرہ اختیار: رٹ پٹیشن (فوجداری) نمبر 1339 / 1991۔

(آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت)

اپیل کنندہ کی طرف سے: آر کے جین، اے ماریا پتھم، مس ارونا ماتھر، ادے للت، شنکر سی گھوش اور مس چنچل گنگولی

عدالت کا فیصلہ کے این سنگھ، جسٹس نے دیا:

شرمتی ششی نائر، راج گوپال نائر کی اہلیہ، جنہیں تعزیرات ہند (مختصراً 'آئی پی سی') کی دفعہ 302 کے تحت جرم کی پاداش میں سزائے موت سنائی گئی ہے، نے سزائے موت کی آئینی حیثیت کو چیلنج کرتے ہوئے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس عدالت سے رجوع کیا ہے۔

راج گوپال نائر، اپیل کنندہ کے شوہر پر تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے تحت اپنے والد اور سوتیلے بھائی کے قتل کے جرم کا مقدمہ چلایا گیا۔ سیشن جج نے اپنے فیصلے اور آرڈر مورخہ 24.4.1986 کے ذریعے راج گوپال نائر کو مجرم قرار دیا اور سزائے موت سنائی۔ اپیل پر، عدالت عالیہ نے سزائے موت کی تصدیق کی اور سیشن جج کے آرڈر کے خلاف راج گوپال کی اپیل خارج کر دی۔ راج گوپال نے اس کے بعد سیشن جج اور عدالت عالیہ کے فیصلے اور آرڈر کو چیلنج کرتے ہوئے اس عدالت میں خصوصی اجازت اپیل دائر کی، لیکن خصوصی اجازت اپیل بھی اس عدالت نے خارج کر دی۔ اس کی جانب سے دائر کردہ نظر ثانی درخواست بھی خارج کر دی گئی۔ نتیجتاً، اس کی سزا اور سزائے موت تمام عدالتوں کی جانب سے تصدیق شدہ ہو گئی۔ اس پر، اس نے جموں و کشمیر کے گورنر اور صدر ہند کے سامنے رحم کی اپیلیں دائر کیں، لیکن انہیں مسترد کر دیا گیا۔ اس نے صدر ہند کے رحم کی اپیل مسترد کرنے کے حکم کو آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس عدالت میں رٹ پٹیشن کے ذریعے چیلنج کیا، لیکن وہ بھی خارج کر دی گئی۔ آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت جموں و کشمیر عدالت عالیہ میں اس پر عائد کردہ سزا کو کالعدم کرنے کے لیے ایک اور رٹ پٹیشن دائر کی گئی لیکن وہ بھی مسترد کر دی گئی۔ عدالت میں قانونی کارروائی ناکام ہونے پر، اسے 26.10.1991 کو پھانسی دینے کا

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

پروگرام بنایا گیا۔ شرمتی ششی نائر، اپیل کنندہ، نے اس پر موجودہ پٹیشن آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس عدالت میں سزائے موت کی آئینی حیثیت کو چیلنج کرتے ہوئے راج گوپال نائر کو سنائی گئی سزا کو کالعدم کرنے کی دعا کے ساتھ دائر کی۔ 25.10.1991 کو ڈویژن بنچ نے پٹیشن کو قابل سماعت قرار دیا اور معاملہ آئینی بنچ کے غور کے لیے بھیج دیا گیا، اور اس دوران سزائے موت کے قیدی کی پھانسی ملتوی کر دی گئی۔

مسٹر روی کے جین، اپیل کنندہ کے وکیل نے مندرجہ ذیل دلائل پیش کیے:

(1) سزائے موت آئین ہند کے آرٹیکل 21 کی خلاف ورزی ہے کیونکہ یہ شق شخص کی زندگی کے سلب ہونے کو قطعی طور پر ممنوع قرار دیتی ہے۔

(2) سزائے موت کوئی سماجی مقصد پورا نہیں کرتی اور کسی مطالعہ کے بغیر، موت کی وحشیانہ سزا کسی شخص کو نہیں دی جانی چاہیے کیونکہ اس کا کوئی رکاوٹی اثر نہیں ہوتا۔

(3) سزائے موت کا شکار ہونے والوں کے قریبی رشتہ داروں پر غیر انسانی اثر پڑتا ہے اور یہ آئین کے آرٹیکل 21 کے تحت ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرتی ہے، معنی خیز زندگی گزارنے کے حق سے۔

(4) پھانسی کے ذریعے سزائے موت کا نفاذ وحشیانہ اور غیر انسانی ہے۔ اسے سزا کے نفاذ کے لیے کسی دوسرے مہذب اور کم تکلیف دہ طریقے سے تبدیل کر دینا چاہیے۔

مسٹر جین کے اٹھائے گئے سوالات پر اس عدالت نے پہلے ہی ایک سے زیادہ مواقع پر تفصیل سے غور کیا ہے۔ جگمو ہن سنگھ بنام ریاست یوپی، [1973] 1 ایس سی سی 20 اور بچن سنگھ بنام ریاست پنجاب، [1979] 3 ایس سی سی 727 میں، اس عدالت نے تفصیلی غور کے بعد فیصلہ دیا کہ سزائے موت آئین کے آرٹیکل 21 کی خلاف ورزی نہیں کرتی۔ بچن سنگھ کے معاملے (مذکورہ بالا) میں، عدالت نے سوال نمبر 4 کے علاوہ اس پٹیشن میں اٹھائے گئے تمام سوالات پر غور کیا، اور اکثریتی فیصلے نے تفصیلی دلیلوں کے ساتھ انہیں مسترد کر دیا۔ چونکہ ہم ان دلائل سے پوری طرح متفق ہیں، ہم انہیں دہرانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

فاضل وکیل نے مزید دلیل دی کہ جگموہن سنگھ اور بچن سنگھ کے معاملات (مذکورہ بالا) میں اختیار کردہ نقطہ نظر غلط ہے اور اسے بڑی بنچ کے ذریعے دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس نے

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

لہٰذا ہمیں درخواست دی کہ معاملہ بڑی بنچ کے حوالے کر دیا جائے کیونکہ سوال ایک شہری کی زندگی سے متعلق ہے۔ اس نے دلیل دی کہ سزائے موت کا نفاذ ایک سنگین معاملہ ہے کیونکہ یہ آئین کے آرٹیکل 21 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک شہری کی زندگی سلب کرتا ہے اور اس طرح عدالت کو معاملہ دوبارہ غور کرنا چاہیے۔ ہم سزائے موت کے نفاذ کے اثرات سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ جیسا کہ اس عدالت نے فیصلہ دیا ہے، قانون کے ذریعے فراہم کردہ سزائے موت نادر ترین معاملات میں سنائی جاتی ہے۔ سزائے موت سنانے کے لیے قانون کے ذریعے قائم کردہ طریقہ کار معقول ہے اور یہ کسی بھی طرح آئین کے آرٹیکل 21 کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ چونکہ ہم بچن سنگھ اور جگموہن سنگھ کے معاملات (مذکورہ بالا) میں اکثریتی رائے سے متفق ہیں، ہمیں معاملہ بڑی بنچ کے حوالے کرنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔ وکیل نے دلیل دی کہ بچن سنگھ کے معاملے (مذکورہ بالا) میں اکثریتی رائے قانون کمیشن کی 35ویں رپورٹ پر مبنی تھی جو 1967 میں پیش کی گئی تھی، جو سفارشات کا خلاصہ ان الفاظ میں کرتی ہے:

"ہندوستان کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس کے باشندوں کی سماجی پرورش کی مختلف شکلوں، ملک میں اخلاق اور تعلیم کی سطح میں فرق، اس کے رقبے کی وسعت، اس کی آبادی کی تنوع اور موجودہ وقت میں ملک میں قانون و حکم برقرار رکھنے کی اشد ضرورت کو دیکھتے ہوئے، ہندوستان سزائے موت کے خاتمے کے تجربے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا"

مسٹر جین نے دلیل دی کہ مذکورہ بالا رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ 1967 میں قانون کمیشن کا خیال تھا کہ ملک کو سزائے موت کے خاتمے کا تجربہ کرنے کا خطرہ نہیں مول لینا چاہیے۔ تاہم، اس کے بعد سے بہت پانی بہہ چکا ہے۔ مزید برآں، عدالت کے سامنے کوئی تجرباتی مطالعہ موجود نہیں ہے جو یہ ظاہر کرے کہ 1967 کی صورت حال اب بھی قائم ہے۔ لہٰذا، عدالت کو معاملہ دوبارہ غور کرنا چاہیے۔ ہمیں اس دلیل میں کوئی وزن نہیں ملتا۔ سزائے موت کارکاوٹی اثر ہوتا ہے اور یہ ایک سماجی مقصد پورا کرتی ہے۔ بچن سنگھ کے معاملے (مذکورہ بالا) میں اکثریتی رائے نے قرار دیا کہ ہمارے ملک کی سماجی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے ختم کرنے کا خطرہ مول لینے کا وقت ابھی نہیں آیا ہے۔ ہمارے سامنے کوئی مواد پیش نہیں کیا گیا جو یہ ظاہر کرے کہ بچن سنگھ کے معاملے (مذکورہ بالا) میں اختیار کردہ نقطہ نظر پر نظرثانی کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، عدالتی طور پر اس حقیقت پر غور کیا جا سکتا

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے کہ ملک میں قانون وصورت حال 1967 کے بعد سے نہ صرف بہتر نہیں ہوئی بلکہ سال بہ سال بگڑتی گئی ہے اور آج تیزی سے خراب ہو رہی ہے۔ لہٰذا، موجودہ وقت اس موضوع پر قانون پر نظرثانی کرنے کا سب سے ناموزوں وقت ہے۔ لہٰذا بڑی بنچ کے حوالے کرنے کی درخواست مسترد کردی جاتی ہے۔

سزائے موت کے نفاذ کے طریقے یعنی پھانسی کے حوالے سے، اس عدالت نے دینا علیاس دین دیال ودیگر بنام یونین آف انڈیا ودیگر، [1983] 4 ایس سی سی 645 میں تفصیل سے غور کیا اور قرار دیا کہ پھانسی کے ذریعے سزائے موت کا نفاذ ایک سائنسی اور کم تکلیف دہ طریقوں میں سے ایک ہے۔ ہمیں کوئی جواز نظر نہیں آتا کہ کوئی مختلف نقطہ نظر اختیار کریں۔ مسٹر جین نے، تاہم، ہمارا دھیان اس طرف دلایا کہ اس عدالت کے ایک جج نے چھٹیوں کے دوران بیٹھ کر نوٹس جاری کیا تھا کہ کیا پھانسی کے ذریعے نفاذ ایک ظالمانہ اور غیر معمولی طریقہ کار ہے۔ لہٰذا، اس نے درخواست کی کہ ہم اس پٹیشن کو قابل سماعت قرار دیں اور سوال پر دوبارہ غور کریں۔ چونکہ سزائے موت کے نفاذ کے طریقے کے سوال پر اس عدالت نے دین دیال کے معاملے (مذکورہ بالا) میں تفصیل سے غور کیا ہے، ہمیں کوئی اچھی وجہ نظر نہیں آتی کہ کوئی مختلف نقطہ نظر اختیار کریں۔

راج گوپال نائر کو سزائے موت سنانے کی معقولیت پر عدالت عالیہ اور اس عدالت نے مختلف مراحل پر غور کیا ہے اور مسلسل اس کا جواب قیدی کے خلاف دیا گیا ہے۔ لہٰذا پٹیشن ناکام ہوتی ہے اور اسی طرح خارج کردی جاتی ہے۔ 25.10.1991 کا عارضی راحت کا آرڈر واپس لے لیا جاتا ہے۔

پٹیشن خارج کردی گئی۔